إنّ الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء ٭ عسىٰ أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۲ر

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۲۵

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ر ٭ قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲ر

نمبر ۵ | مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۲۴ صفر سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پیچش کی تکلیف میں تو کمی ہے۔ لیکن ۸۔ جولائی سے حضور کو گھٹنے پر ایک پھنسی نکل آنے کی وجہ سے کچھ تکلیف ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو ہر چھوٹی بڑی تکلیف سے محفوظ رکھے۔

صاحبزادہ خلیل احمد سلمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً آرام ہے۔

۸۔ جولائی جناب خان عبداللہ خان صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے

گزشتہ پرچہ میں مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل کی روانگی کی اطلاع درج کی گئی تھی۔ مگر بعض وجوہات سے ابھی ان کی روانگی ملتوی ہو گئی ہے صحیح تاریخ روانگی سے بعد میں اطلاع دی جائیگی۔

۸۔ جولائی مولوی عبدالرحمٰن صاحب بوتالوی چک ۶/۱۱ ضلع منٹگمری اور مولوی محمد سلیم صاحب علاقہ سندھ میں تبلیغ کے لئے روانہ ہوئے

۸۔ جولائی میاں محمد رمضان صاحب موٹر ڈرائیور کے والد میاں فضل دین صاحب فوت ہو گئے۔ حضرت اقدس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب دعاء مغفرت کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بہشتی زندگی اِسی دُنیا سے شروع ہوتی ہے

"اصل بات یہ ہے۔ کہ بہشتی زندگی اسی دُنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح پر کور طرز زیست جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول سے بالکل الگ ہو کر بسر کی جائے۔ جہنمی زندگی کا نمونہ ہے۔ اور وُہ بہشت جو مرنے کے بعد ملے گا۔ اسی بہشت کا اصل ہے اور اسی لئے تو بہشتی لوگ نعماء جنت کے حظ اٹھاتے وقت کہیں گے۔ هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ۔ دنیا میں انسان کو جو بہشت حاصل ہوتا ہے۔ وُہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا پر عمل کرنے سے ملتا ہے جب انسان عبادت کا اصل مفہوم اور مغز حاصل کر لیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے انعام و اکرام کا پاک سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ اور جو نعمتیں آئندہ بعد مرن ظاہری۔ مرئی اور محسوس طور پر ملیں گی۔ وُہ اب روحانی طور پر پاتا ہے پس یاد رکھو۔ کہ جب تک بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع نہ ہو۔ اور اس عالم میں اس کا حظ نہ اٹھاؤ۔ اس وقت تک سیر نہ ہو۔ اور تسلی نہ پکڑو۔ کیونکہ وُہ جو اس دُنیا میں کچھ نہیں پاتا اور آئندہ جنت کی امید کرتا ہے۔ وُہ طمع خام کرتا ہے۔ اصل میں وُہ من کان فی هٰذه اعمٰی فهو فی الآخرة اعمٰی کا مصداق ہے۔ اس لئے جب تک ماسوائے اللہ کے کنکر اور سنگریزے زمین دل سے دُور نہ کر لو اور اسے آئینہ کی طرح مصفا اور سرمہ کی طرح باریک نہ بنا لو صبر نہ کرو۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ انسان کسی مزکی النفس کی مدد کے بغیر اس سلوک کی منزل کو طے نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اس کے انتظام و انصرام کے لئے۔

سکندرآباد ضلع ملتان کے فساد کے حالات

فساد کی ابتدا ہندوؤں کے خطرناک حملہ سے ہوئی

(الفضل کے نامہ نگار کے قلم سے)

ملتان ۷ - جولائی - حال میں جو فساد سکندرآباد (ضلع ملتان) میں ہوا ہے - اس کے حالات ہندو اخبارات نے تو جان بوجھ کر اور سارا الزام مسلمانوں پر عائد کرنے کے لئے غلط شائع کئے ہی ہیں - لیکن افسوس کہ مسلمان اخبارات میں بھی صحیح حالات درج نہیں ہوئے - اصل حالات یہ ہیں - کہ کچھ عرصہ سے سکندرآباد میں ایک مسجد جس کی پہلی عمارت کہنہ ہو چکی تھی - تعمیر ہو رہی تھی - ہندوؤں کو مسجد کی تعمیر ناگوار تھی - چونکہ اس کی تعمیر میں بہت کچھ دخل ملک نصیر بخش صاحب کھوکھر رئیس علاقہ کا ہے - علاوہ ازیں ملک صاحب نے ہندو دوکانداروں کی شرارتوں اور بعض نہایت اشتعال انگیز حرکات کی وجہ سے یہ تحریک کی تھی - کہ مسلمان زمیندار عورتیں ان کی دوکانوں پر سودا خریدنے کے لئے نہ جائیں - اس وجہ سے ہندو ان کے سخت خلاف تھے - سنا گیا ہے - ہندوؤں نے یہ فیصلہ کیا - کہ جب ملک صاحب سکندرآباد آئیں - تو ان کی بے عزتی کی جائے - ۲ - جولائی ملک صاحب تعمیر مسجد کے سلسلہ میں سکندرآباد آئے - جس راستہ سے گزر کر ان کا ٹانگہ ایک مکان کو جاتا تھا - وہاں ہندوؤں نے لکڑیاں پھینک دیں - جن کی وجہ سے ٹانگہ کا گزرنا مشکل ہو گیا - ملک صاحب نے جب پاس کے ہندو دوکانداروں سے اس تکلیف کا ذکر کیا - تو وہ تیز کلامی پر اتر آئے - اور گالیاں دینے لگے - ملک صاحب وہاں سے گزر کر ایک شخص کے مکان پر چلے گئے - ابھی وہاں پہنچے ہی تھے - کہ چند ہندوؤں نے اس مکان میں آکر گالیاں دینی شروع کر دیں - اور شور مچانے لگ گئے - یہ شور سنکر آس پاس کے چار پانچ مسلمان جمع ہو گئے - جنہوں نے ہندوؤں کو گالیاں دینے سے روکا - اس پر ہندوؤں نے جو پہلے ہی حملہ کرنے کے ارادہ سے آئے تھے - ان پر حملہ کر دیا - اور جھٹ پٹ دو تین سو کے قریب ہندو لاٹھیاں - کلہاڑیاں اور دیگر اسلحہ جات لے کر آ گئے - یہ صورت دیکھکر ملک نصیر بخش صاحب کو مسلمان ایک مکان کے اندر لے گئے - اور اندر سے دروازہ بند کر دیا لیکن ہندو دیوار پھاند کر آ گئے - اور اس کمرہ پر حملہ کر دیا جس میں ملک صاحب بند تھے - اگرچہ ہندوؤں کے حملہ سے اس کا کنڈا ٹوٹ گیا - لیکن اندر جو لوگ تھے - انہوں نے دروازہ نہ کھلنے دیا - ایک طرف تو یہ حالت تھی - اور دوسری طرف جو چند مسلمان باہر تھے انہیں ہندوؤں نے مار مار کر زخمی کر دیا - سنا گیا ہے - ہندوؤں کا یہ حملہ ایک گھنٹہ تک رہا - ان کا ارادہ ملک صاحب کو قتل کرنے کا تھا - چونکہ اس گاؤں میں ہندوؤں کی کثرت ہے - اور مسلمان کمزور اور اقلیت میں ہیں - اس لئے مسلمان سوائے اس کے کچھ نہ کر سکے - کہ انہوں نے تھانہ شجاع آباد میں اس فساد کی اطلاع دی - اور ارد گرد کے گاؤں میں یہ مشہور ہونے پر کہ ملک نصیر بخش صاحب کو ہندوؤں نے قتل کر دیا ہے - اصل حقیقت کا پتہ لگانے کے لئے کچھ مسلمان آ گئے - جن پر ایک ہندو نے بندوق سے کئی فائر کئے - اتنے میں پولیس پہونچ گئی - اور پولیس نے ملک صاحب کو مکان کے اندر سے نکالا ؞

سنا گیا ہے - کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کو پھنسانے کے لئے بعض مکانات کو آگ لگا دی - یہ صحیح نہیں ہے - کہ فساد لین دین کی وجہ سے ہوا - بلکہ اس کا باعث ہندوؤں کا ابتدائی حملہ اور ملک نصیر بخش صاحب کے قتل ہو جانے کی افواہ سن کر آنے والے مسلمانوں پر بندوق سے فائر کرنا تھا - اب بکثرت مسلمان گرفتار کئے جا رہے ہیں - چونکہ ہندو ارد گرد کے مسلمانوں سے واقف ہیں اس لئے وہ خواہ مخواہ انہیں پھنسا رہے ہیں - ہندو اپنے وکلاء کے مشورے سے سب کچھ کر رہے ہیں - سنا گیا ہے - ۳۵ ہزار کے قریب روپیہ انہوں نے مقدمہ کے لئے جمع کیا ہے - اس وقت تک ہندوؤں کی نشان دہی پر جس قدر مسلمان پکڑے گئے ہیں - وہ یا تو سکندرآباد کے رہنے والے ہیں - یا ہندوؤں کے مزارع ہیں - جن کے وہ پہلے سے واقف ہیں - مسلمان سخت مشکلات میں مبتلا ہیں ؞

مبلغین کلاس جامعہ احمدیہ قادیان میں داخلہ

مولوی فاضل کا نتیجہ نکل چکا - اور مبلغین کلاس کا داخلہ شروع ہو گیا ہے - جس کے لئے آخری تاریخ ۱۳ - جولائی مقرر کی گئی ہے - صرف مولوی فاضل پاس مجوزہ فارم داخلہ پر درخواست کریں - فارم داخلہ دفتر جامعہ احمدیہ سے مل سکیں گے ؞

مولوی فاضل کے امتحان میں فیل شدہ طلباء کو بھی دوبارہ مولوی فاضل جماعت میں ۱۳ - جولائی تک داخل ہو جانا چاہیئے - ورنہ لیٹ فیس ادا کرنی پڑے گی ؞

پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

مباحثہ بٹالہ اور سرکاری افسروں کا شکریہ

بٹالہ میں ۲۹ - ۳۰ - جون کو اہلحدیث مولویوں کے ساتھ احمدی مبلغین کا جو مناظرہ ہوا - اور جس میں کئی ہزار لوگ شریک تھے - اس کی روئداد پہلے شائع ہو چکی ہے - اسی سلسلہ میں لکھا جاتا ہے - کہ مجسٹریٹ علاقہ جناب خلیفہ ت ہر نوبنش لال صاحب اور چوہدری محمد خورشید صاحب سب انسپکٹر پولیس بٹالہ نے انتظام جلسہ اور قیام امن کے لئے قابل قدر کوشش کی اور ان کی موجودگی میں عمدگی کے ساتھ مناظرہ ختم ہوا ؞

جماعتہائے احمدیہ صوبہ بنگال کی مجلس مشاورت

(۱) چونکہ صوبہ بنگال کی مجلس مشاورت کے بعض ممبر فی الحال صوبہ بنگال کی احمدیہ ایسوسی ایشن کے حلقہ سے باہر رہائش رکھتے ہیں نیز اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بعض نئی جماعتیں قائم ہو گئی ہیں - آئندہ اطلاع تک بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن کی صوبجاتی مجلس مشاورت حسب ذیل ممبروں پر مشتمل ہو گی :-

۱ - امیر برہمن بڑیہ احمدیہ ایسوسی ایشن - ۲ - امیر لوگرہ احمدیہ ایسوسی ایشن - ۳ - امیر چٹاگانگ احمدیہ ایسوسی ایشن ۴ - امیر بھرتپور احمدیہ ایسوسی ایشن - ۵ - امیر جلپائیگوری " " ۶ - پریذیڈنٹ سرائیل " " ۷ - پریذیڈنٹ گھوڑا " " ۸ - " ٹورا " " ۹ - " کردرا " " ۱۰ - " ٹیرگھاٹی " " ۱۱ - " ڈھاکہ " " ۱۲ - " رنگپور " " ۱۳ - مولوی ظل الرحمن صاحب مبلغ بنگال - ۱۴ - مولوی ابو محمد حسام الدین حیدر صاحب بی اے کمیلا - ۱۵ - خانصاحب مولوی مبارک علی صاحب بی اے - بی ٹی بوگرا - ۱۶ - مولوی دولت احمد صاحب بی - ایل - کرم پور - ۱۷ - مولوی عبدالرحمن خانصاحب بی - ایل بینیوٹ - ۱۸ - محمد اوصاف علی صاحب پلیڈر احمدی پاڑا ؞ ۱۹ - مولوی محمد یاسین صاحب کھانی شاہدا - ۲۰ - مولوی عبدالسبحان صاحب گیبندھا - ۲۱ - مولوی میر رفیق علی صاحب ایم اے - بی ٹی سرائیل - ۲۲ - مولوی ابو حامد محمد علی انور صاحب ٹاٹر کنڈی - ۲۳ - مولوی نور احمد صاحب رکابی بازار - ۲۴ - مولوی سید سعید احمد صاحب سیکرٹری بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن ؞

(۲) سات ممبروں کا کورم ہو گا ؞

(۳) کونسل کے اجلاس میں اگر شمولیت ممکن نہ ہو - تو نمائندہ بھیج کر یا بذریعہ خط حق نمائندگی ادا کیا جا سکتا ہے ؞

(۴) سال میں کم از کم ایک بار کونسل کا اجلاس ضروری ہے - دوسرے اوقات میں بذریعہ خط و کتابت مشورہ کیا جا سکتا ہے ؞

(۵) تمام تجاویز اور سلسلہ کے متعلق خطوط سکرٹری کی وساطت سے پراونشل امیر کے پاس ہیڈ آفس واقعہ برہمن بڑیہ میں پہونچنے چاہئیں ؞

عبداللطیف

امیر بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

انسپکٹر آف سکولز حلقہ لاہور پر ہندوؤں کے پراپیگنڈا کا اثر

خلافِ انصاف اور مسلم آزار رویہ

ہندو پراپیگنڈا کا اثر

کچھ دنوں سے ہندو اخبارات نے خان بہادر شیخ نور الٰہی صاحب انسپکٹر مدارس حلقہ لاہور کے خلاف جو بے بنیاد پراپیگنڈا یہ کہکر شروع کر رکھا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو تعلیمی لحاظ سے خاص فوائد پہونچا رہے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں ہندوؤں کے لئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ اس کا ایک طرف تو یہ نتیجہ نکل رہا ہے۔ کہ بقول ہندو اخبارات ڈائرکٹر محکمہ تعلیم پنجاب اپنے اس سرکلر کی منسوخی کے معاملہ پر غور کر رہا ہے جس میں اس نے عربی۔ فارسی۔ گورمکھی کے ساتھ ہی ہندی زبان بھی ساتویں جماعت سے پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ ہندو اخبارات لکھ رہے ہیں:-

"اس سرکلر کے خلاف ہندوؤں کی طرف سے زبردست آواز بلند کی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوؤں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے محکمہ تعلیم اس سرکلر کی منسوخی کے معاملہ پر غور کر رہا ہے اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ سرکلر بہت جلد واپس لے لیا جائے گا"۔

اور دوسری طرف ہندوؤں کی شورش کا یہ اثر ہو رہا ہے۔ کہ انسپکٹر صاحب موصوف مسلمانوں کے متعلق نہایت غیر منصفانہ اور بے جا نقصان رسان رویہ اختیار کر رہے ہیں۔ تاکہ ہندوؤں کو یقین دلا سکیں۔ کہ مسلمانوں کو کوئی خاص فائدہ پہنچانا تو الگ رہا۔ وہ ان کے ساتھ منصفانہ سلوک کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے۔

ایک تازہ واقعہ

اس کے ثبوت میں بالکل تازہ واقعہ وہ پیش کیا جاتا ہے جو قادیان کے ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول کے متعلق ہے۔ اور جس کے سلسلہ میں آریوں نے انسپکٹر صاحب موصوف کو یہ نوٹس دے رکھا ہے۔ کہ

"شیخ صاحب کے خلاف ہندوؤں کو پہلے ہی کافی شکایات ہیں۔ اور اگر اس سکول کو ذرا بھر بھی نقصان پہونچا۔ تو اس کے لئے انہی کو ذمہ وار گردانا جائے گا۔ اس لئے ضرورت یہ ہے کہ احمدیوں کی اس سازش کو توڑنے کی کوشش کریں۔ اور ہندوؤں کے اس سکول کو نقصان نہ پہونچنے دیں"۔ (ملاپ ۲۸ جون)

معلوم ہوتا ہے شیخ نور الٰہی صاحب اصل حالات اور صحیح واقعات کو قطعاً نظر انداز کرتے ہوئے اس حکم کی نہایت سرگرمی کے ساتھ تعمیل کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ اور ان کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف ہیڈ ماسٹر ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول قادیان کی بے قاعدگیوں اور بے ضابطگیوں کو نظر انداز کر دیں بلکہ ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کرنے اور ان کا حکم بجا لانے کے لئے احمدیوں کی مفروضہ سازش کا سراغ بھی نکالیں۔

سکھوں کو آریوں کے چکمے

اصل بات یہ ہے۔ کہ ایک عرصہ تک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں سکھوں کے لڑکے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آریوں نے جب چند جماعتوں تک بالمقابل اپنا سکول جاری کیا۔ تو سکھوں کو طرح طرح کے چکمے دے کر اور کئی قسم کی سازشوں کے ذریعہ اس بات پر آمادہ کر لیا۔ کہ ان کے سکول میں وہ اپنے لڑکے بھیجیں۔ اس طرح انہوں نے بہت سے لڑکے اپنے سکول میں داخل کر لئے۔ اور ان کی وجہ سے انہیں اپنے سکول کو ہائی سکول بنا لینے کا موقعہ مل گیا۔

سکھ طلبار کی شکایات

لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب انہوں نے ایک طرف تو یہ سمجھ لیا۔ کہ وہ اپنی شرارتوں اور منصوبہ بازیوں کے ذریعہ سکھوں کے تعلقات احمدیوں سے اس قدر بگاڑ چکے ہیں۔ کہ ان کا دوبارہ قائم ہونا ممکن نہیں۔ اور دوسری طرف انہیں اپنے سکول کے مضبوط ہو جانے کا یقین ہو گیا۔ تو انہوں نے سکھ طلبار کو آریہ عقائد کی تلقین شروع کر دی سنتھیا اور ہون کی رسمیں خالص آریہ عبادت میں ان کا شریک ہونا ضروری قرار دے دیا۔ پھر ڈرائنگ کی تعلیم جس سے سکھ طلبار کو خاص دلچسپی تھی۔ بند کر دی

سکھوں کا وفد

سکھ طلبار کے والدین کو جب ان حالات کا علم ہوا۔ اور انہوں نے دیکھا۔ کہ ان کے لڑکے گھروں میں آریہ خیالات کا اظہار کرتے۔ اور ان سے متاثر ہوتے جا رہے ہیں۔ تو ان میں سے چند ایک معززین بطور وفد ہماری جماعت کے ناظر صاحب تعلیم کے پاس آئے۔ اور اپنی مشکلات پیش کر کے درخواست کی۔ کہ سکھ لڑکوں کو اپنے سکول میں داخل کر لیا جائے۔ ناظر صاحب تعلیم نے انہیں کہا آپ لوگوں کی خواہش پر ہم سکھ لڑکوں کی تعلیم کا اپنے سکول میں انتظام کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ باقاعدہ طور پر سرٹیفکیٹ لے آئیں۔

آریہ سکول کے ہیڈ ماسٹر کا سرٹیفکیٹ دینے سے انکار

اس کے بعد سکھ لڑکوں نے ڈی۔ اے۔ وی سکول سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی درخواستیں دیں۔ لیکن ہیڈ ماسٹر نے سرٹیفکیٹ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ چونکہ سکھ طلبار کو اس طرح درخواستیں دینے کے بعد سکول میں جانے پر اپنے ساتھ اور زیادہ ناگوار سلوک ہونے کا خطرہ تھا۔ اس لئے ان کے لئے سکول میں جانا مشکل ہو گیا۔ اور ان کی پڑھائی میں حرج ہونے لگا۔

سکھ نمائندہ انسپکٹر صاحب کی خدمت میں

یہ حالات دیکھ کر ایک صاحب ڈاکٹر گوربخش سنگھ سکھوں کی طرف سے شیخ نور الٰہی صاحب کی خدمت میں ڈلہوزی پہونچے۔ اور تمام شکایات اور حالات تفصیلی طور پر پیش کر کے درخواست کی۔ کہ سکھ لڑکوں کو سرٹیفکیٹ دینے کے لئے ہیڈ ماسٹر ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول کے نام حکم جاری کیا جائے۔ تاکہ لڑکوں کی پڑھائی کا کسی اور جگہ انتظام کیا جائے۔

انسپکٹر صاحب کا وعدہ

شیخ صاحب نے انہیں یہ جواب دیا۔ کہ حسب قواعد سرٹیفکیٹ کے لئے طلبار کے والدین کی طرف سے ہیڈ ماسٹر کے پاس درخواستیں جانی چاہئیں۔ اس پر اگر وہ سرٹیفکیٹ نہ دے۔ تو پھر اطلاع پر میں تحقیق کر سکتا ہوں۔ ان کے اس حکم کی تعمیل میں سکھ طلبار کے والدین نے ہیڈ ماسٹر کو درخواستیں دیں۔ اور ان میں ہون اور سنتھیا میں سکھ لڑکوں کو شامل کرنے اور ڈرائنگ کا انتظام نہ ہونے کی وجوہات درج کیں۔

آریہ ہیڈ ماسٹر کا دوبارہ انکار

لیکن ہیڈ ماسٹر نے سوائے ایک دو کے باقی درخواستوں کو یہ کہکر رد کر دیا۔ کہ جو وجوہات پیش کی گئی ہیں۔ وہ معقول نہیں حالانکہ محکمہ تعلیم کے قواعد کی رو سے ہیڈ ماسٹر کے لئے ضروری ہے۔ کہ جب کسی لڑکے کا سرپرست سرٹیفکیٹ طلب کرے۔ تو بغیر کسی حیل وحجت

کے دیدیے۔ لیکن ہیڈ ماسٹر آریہ سکول نے اس کی کوئی پروا نہ کی

انسپکٹر صاحب کو تار

اس پر سکھوں نے انسپکٹر صاحب سکولز کو بذریعہ تار اطلاع دی۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس تار کے پہونچنے سے قبل آریوں کا وُہ نوٹس انہیں مل چکا ہوگا۔ جس کا اُوپر ذکر آچکا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج تک جبکہ تار کو بھیجے کئی دن گزر چکے ہیں۔ نہ صرف اس کے متعلق انہوں نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ بلکہ الٹا ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول سے جواب طلب کیا گیا ہے۔ کہ ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول کے منیجر سے معلوم ہوا ہے۔ آپ نے ان کے سکول کے لڑکوں کو اپنے سکول میں داخل کر لیا ہے۔ ایسا کیوں ہوا ہے؟

غیر منصفانہ کارروائی

ہم نہیں سمجھتے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کہ ڈی۔ اے وی ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر جس نے خلاف قاعدہ اس وقت تک سکھ طلباء کے سرٹیفکیٹ روک رکھے ہیں جو طلباء کے سرپرستوں کی درخواستیں سینہ زوری سے رد کر چکا ہے۔ جو خود سری اور رعونت سے طلباء کی تعلیم کو سخت نقصان پہونچا رہا ہے۔ اس کے متعلق تو انسپکٹر صاحب کو باوجود تار مل جانے اور ان کی خدمت میں خاص آدمی جانے کے کوئی کارروائی کرنے کی جُرأت نہ ہوئی۔ لیکن ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول کے منیجر کی شکایت پر جھٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب سے جواب طلب کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ اگر ہندوؤں کے شور و شر۔ ان کے مخالفانہ پراپیگنڈا اور ان کے اس نوٹس کا نتیجہ نہیں۔ جو انہوں نے قبل از وقت دے دیا تھا۔ اور جس میں لکھ دیا تھا۔ کہ اگر ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھا گیا۔ تو یاد رکھنا۔ ساری عمر پیچھا نہ چھوٹے گا۔ اور کیا ہے۔

یہ ان انسپکٹر صاحب کی انصاف پسندی کی ایک بالکل تازہ مثال ہے۔ جن کے متعلق ہندوؤں نے یہ شور مچا رکھا ہے کہ وُہ مسلمانوں کو غیر معمولی فوائد پہونچا رہے ہیں۔ جو شخص انصاف کے عام اصُول کو پیش نظر نہیں رکھ سکتا۔ جو ایک ہندو ہیڈ ماسٹر کی صریح بے قاعدگیوں پر اس لئے نوٹس نہیں لے سکتا۔ کہ ہندو ناراض ہو جائیں گے۔ جو اپنے محکمہ کے قواعد کی تعمیل اس لئے نہیں کرا سکتا۔ کہ ہندو ہیڈ ماسٹر تعمیل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس کے متعلق یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ وُہ ہندوؤں کی حق تلفی کر کے مسلمانوں کو غیر معمولی فوائد پہنچا سکتا ہے۔

ہندوؤں کی چال

یہ دراصل ہندوؤں کی ایک چال ہے جس کی غرض یہ ہے کہ جن محکموں میں ہندوؤں کو قبضہ و تصرف حاصل ہے۔ وہاں تو جو کچھ وُہ چاہتے ہیں۔ کرتے ہی ہیں۔ لیکن جہاں کہیں کوئی مسلمان افسر ہے۔ اسے شور و شر ڈال کر اس قدر مرعوب کر دیں۔ کہ وُہ ہندو افسروں سے بھی زیادہ ہندوؤں کی خواہشات پوری کرنے کا فرض ادا کرتا ہے اور ہمیں افسوس ہے۔ کہ شیخ نور الٰہی صاحب خان بہادر اس چال میں پھنس گئے۔ اور بہت بُری طرح پھنس گئے۔ خدا کرے۔ انہیں بہُت جلدی اپنی اس غلطی کا احساس ہو جائے۔ ورنہ انہیں یاد رکھنا چاہئیے۔ ہندوؤں کی خوشنودی تو وُہ کسی قیمت پر بھی حاصل نہ کر سکیں گے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کر کے اپنے اُوپر بہُت بڑی ذمہ واری عائد کر لیں گے۔

گاندھی جی کے ایک قول کی تشریح

گاندھی جی نے ہندو مسلم سمجھوتہ کے لئے جو یہ اعلان کیا تھا کہ مسلمان میرے پاس سفید کاغذ لے آئیں۔ میں اس پر دستخط کر دوں گا۔ وُہ اسے پُر کر لیں۔ اب جبکہ گاندھی جی اس سے پھر گئے ہیں۔ "پرتاپ" (۵- جولائی) نے ان کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے۔ یہ کہنے سے مہاتما جی کا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ وہ مسلمانوں کے مطالبات پورے کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ اس سے یہ غرض تھی۔ کہ مسلمان اپنا سب کچھ ان کے سپرد کر دیں۔ اور دست بستہ ان کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ "آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ جو کچھ بھی آپ دیں گے۔ وہی ہم لیں گے"۔ چونکہ مسلمانوں نے اس طرح نہیں کیا۔ اس لئے مہاتما جی بالکل بری الذمہ ہیں۔

غالباً گاندھی جی کو اس بارے میں وکالت کرنے والا "پرتاپ" سے بہتر اور کوئی نہیں مل سکے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وُہ "مہاتما جی" جن کے اس قول کا کہ "جو کچھ چاہو لے لو" یہ مطلب ہے کہ "اپنا سب کچھ میرے حوالہ کر دو"۔ ان کی کسی بات پر بھی اعتماد نہ کرنا کیوں ضروری نہیں۔ اور "پرتاپ" کو اس قسم کی شکایت کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔ کہ

"مسلمانوں کی نظر میں مہاتما گاندھی اس وقت بھی بے ایمان تھے۔ جب وُہ کہتے تھے۔ کہ ہندو مسلم اتحاد کی بنا میں لنڈن نہ جاؤں گا اور اب بھی وُہ مکاری سے کام لے رہے ہیں۔ جب انہوں نے جانا منظور کر لیا ہے"۔

مسلمانوں کو سُود کے پنجے سے نکالا جائے

پشاور میں بقول ہندو اخبارات حال میں "صوبہ سرحد کے اقتصادی حالات حاضرہ پر غور کرنے کے لئے ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں ڈیڑھ سو علماء موجود تھے"۔ اور یہ قرارداد منظور ہوئی۔ کہ "انجمن کی رائے میں موجودہ کساد بازاری اور غلہ کی ارزانی کی حالت میں زمینداروں اور کسانوں میں مالیہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ گورنمنٹ کے لئے لازم ہے۔ کہ موجودہ مالیہ میں ساٹھ فیصدی تخفیف کر دے"۔ (پرتاپ ۵- جولائی)

اس میں شبہ نہیں۔ کہ آج کل کسان اور زمیندار بے حد مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اور ان کی مشکلات کم کرنے کے لئے جو بھی آواز اٹھائی جائے۔ وُہ قابل ستائش ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ سرحد کے ڈیڑھ سو علماء بھی زمینداروں کی تباہی اور بربادی کی اصل وجہ دیدہ دانستہ نظر انداز کر رہے ہیں۔ جسے سودی قرض کی لعنت کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ قریباً ہر ایک زمیندار اور کسان کو سرکاری مالیہ کی نسبت ہر سال بہت زیادہ سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ مگر کوئی اس بلائے عظیم سے مخلصی دلانے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اور اس وقت نہیں ہوتا جب زمیندار انتہائی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ سود لینا ہی نہیں۔ بلکہ دینا بھی اسلام میں بہُت بڑا گناہ ہے کیا سرحد کے غیور مسلمان جنہیں علماء تھیٹر سینما اور شراب خانوں پر پکٹنگ کرنے کی تحریک کر رہے ہیں۔ ان سے زیادہ سود خواروں پر پکٹنگ لگانا ضروری سمجھیں گے۔ تاکہ مسلمان نہ صرف ایک بہت بڑے گناہ سے بچ جائیں بلکہ تباہی و بربادی کے گڑھے سے بھی نکل آئیں۔

ہر علاقہ کے مسلمانوں کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ اور جس طرح بھی ممکن ہو۔ سُود کے آہنی پنجہ سے مسلمانوں کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اقلیتوں کی کانفرنس کی صُلح جوئی

پنجاب کے ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کی کانفرنس کے صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں اعلان تو یہ کیا تھا۔ کہ ان کی جد و جہد کسی قوم کے خلاف نہیں۔ بلکہ وہ صوبہ میں امن قائم کرنے اور آپس میں مصالحت کرانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ لیکن کانفرنس کے بانیوں نے جس ذہنیت کے ماتحت اسے منعقد کیا۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ جب ایک عیسائی ریونڈ ٹھاکر داس نے تحریک پیش کی۔ کہ یہ کانفرنس ایک ایسا وفد مقرر کرے۔ جو آئندہ نظام ملک کے متعلق مفاہمت کرنے کے لئے پنجاب کے مسلمان رہنماؤں سے گفت و شنید کرے۔ تو ہندو اور سکھ ممبروں نے اسکی سخت مخالفت کی۔ اور کہا اس قسم کی کسی قرارداد کی ضرورت نہیں۔ اور اسوقت تک ان کا جوش مخالفت ٹھنڈا نہ ہوا جب تک ریورنڈ ٹھاکر داس اور مسٹر ہال نے اعلان نہ کر دیا۔ کہ اگر یہ تحریک پاس نہ کی گئی۔ تو وُہ عیسائی اقلیت کے نمائندوں کی حیثیت سے اس کانفرنس سے بے تعلقی کا اظہار کر دیں گے یہاں تک نوبت پہنچ جانے کے بعد صرف اتنا کیا گیا۔ کہ اس قسم کا وفد مقرر کرنے کا معاملہ صاحب صدر کے سپُرد کر دیا گیا۔

[illegible]

23

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ جولائی ۱۹۳۱ء

مرزا سلطان احمد صاحب کا انتقال

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا

ایک الہام

ہے۔ ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ یعنی ہم تیرے متعلق ایسی تمام باتوں کو جو تیرے لئے شرمندگی یا رسوائی کا موجب ہو سکیں مٹا دیں گے۔ اس الہام کو میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان

عظیم الشان کلمات الٰہیہ

میں سے ہے۔ جو متواتر پورے ہوتے رہتے ہیں۔ اور جن کے ظہور کا ایک لمبا سلسلہ چلا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق جو اعتراض کئے جاتے تھے۔ ان میں سے

ایک اہم اعتراض

یہ بھی تھا۔ کہ آپ کے رشتہ دار آپ کا انکار کرتے ہیں۔ اور خصوصیت سے یہ اعتراض کیا جاتا تھا۔ کہ

آپ کا ایک لڑکا

آپ کی بیعت میں شامل نہیں۔

یہ اعتراض اس کثرت کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ کہ جن لوگوں کے دلوں میں سلسلہ کا درد تھا۔ وہ اس کی تکلیف محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ میں دوسروں کا تو نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اپنی نسبت میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں نے متواتر اور اس کثرت سے اس امر میں

اللہ تعالیٰ سے دعائیں

کیں۔ کہ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں نے ہزارہا دفعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہوگی۔ اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ بغیر ذرہ بھر مبالغہ کے۔ کہ بیسیوں دفعہ میری

سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر

ہو گئی۔ اس وجہ سے نہیں۔ کہ جس شخص کے متعلق اعتراض کیا جاتا تھا۔ وہ میرا بھائی تھا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ جس شخص کے متعلق اعتراض کیا جاتا تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا بیٹا تھا۔ اور اس وجہ سے کہ یہ اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر پڑتا تھا۔ میں نے ہزاروں دفعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اور آخر اللہ تعالیٰ نے اس کا نتیجہ یہ دکھایا۔ کہ

مرزا سلطان احمد صاحب

جو ہماری دوسری والدہ سے بڑے بھائی تھے۔ اور جن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ ان کیلئے اب احمدیت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ احمدی ہو گئے۔ ان کا احمدی ہونا ناممکن اس لئے کہا جاتا تھا۔ کہ جس شخص نے اپنے باپ کے زمانہ میں بیعت نہ کی ہو۔ اور پھر ایسے شخص کے زمانہ میں بھی بیعت نہ کی ہو جس کا ادب اور احترام اس کے دل میں موجود ہو۔ اس کے متعلق یہ امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ کسی وقت اپنے

چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر

بیعت کرے گا۔ لیکن کتنا زبردست اور کتنی عظیم الشان طاقتوں اور قدرتوں والا وہ خدا ہے۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے مدتوں پہلے فرما دیا تھا۔ ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ یعنی ہم تیرے اوپر جو جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ان کا نشان بھی نہیں رہنے دیں گے۔ بلکہ سب کو مٹا دیں گے۔

تین سال کے قریب ہوئے

مرزا سلطان احمد صاحب شدید بیمار ہوئے۔ قریباً ایسی ہی بیماری تھی۔ نقرس تھا۔ اور بخار بھی تھا۔ میں ڈاکٹر صاحب سے ان کا علاج کراتا تھا۔ لیکن سب سے بڑی فکر جو مجھے ان کے متعلق تھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ اگر یہ اسی حالت میں فوت ہو گئے۔ تو مخالفوں کا اعتراض باقی رہ جائیگا۔

اس میں شبہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نام اللہ تعالیٰ نے نوح بھی رکھا تھا۔ اور اگر مرزا سلطان احمد صاحب ہدایت سے محروم رہتے۔ تو ہم کہہ سکتے تھے۔ جس طرح پہلے نوح ؑ کا بیٹا ہدایت سے محروم رہا۔ اسی طرح دوسرے نوح کا بیٹا بھی آپ کے ساتھ شامل نہ ہوا۔ مگر ساتھ ہی مجھے خیال آتا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے لکھا ہے۔

ہر نبی کی دوسری بعثت

اس کی پہلی بعثت سے زیادہ شاندار ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پہلا آدم آیا اور اسے شیطان نے جنت سے نکال دیا۔ مگر دوسرا آدم اس لئے آیا ہے۔ تا انسانوں کو دوبارہ جنت میں داخل کرے۔ پھر فرمایا۔ پہلا مسیح آیا۔ اور اسے دشمنوں نے دکھ دیا۔ اور صلیب پر لٹکایا۔ مگر یہ دوسرا مسیح اس لئے نہیں آیا۔ کہ صلیب پر لٹکایا جائے۔ بلکہ اس لئے آیا ہے۔ تا وہ صلیب کو توڑے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ پس خدا تعالیٰ کے اس رحیمانہ سلوک کو دیکھتے ہوئے خیال آیا تھا۔ کہ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نام اللہ تعالیٰ نے نوح رکھا ہے پھر بھی آپ سے ایسا سلوک ہوگا۔ جو پہلے نوح سے بڑھ کر ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف جب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نام نوح

رکھا۔ تو دوسری طرف آپ کے بیٹے کو ہدایت سے محروم کر دیا۔ تا بتائے۔ کہ یہ نوح کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے۔ مگر پھر اس بیٹے کو ہدایت نصیب کی۔ تا ظاہر کر دے۔ کہ پہلا نوح آیا۔ اور اس کا بیٹا ہدایت سے محروم رہا۔ مگر یہ دوسرا نوح آیا۔ تو اس کا بیٹا بھی اگرچہ ایک عرصہ تک ہدایت سے دور رہا۔ مگر پھر خدا نے اسے ہدایت میں داخل کر کے ظاہر کر دیا۔ کہ پہلے نوح کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا سلوک تھا۔ اس سے بڑھ کر اس کا سلوک دوسرے نوح کے ساتھ ہے۔

عام طور پر میں دیکھتا ہوں۔ لوگوں کو پہلی حالت کا ذکر کرنے میں

ایک قسم کا حجاب

ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ہماری تائی صاحبہ بیعت میں داخل ہوئیں۔ تو ہماری جماعت میں سے کئی لوگ کہنے لگے۔ تائی صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت نہیں کیا کرتی تھیں۔ مگر چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی یہ واقعات ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی شان کو زیادہ ظاہر کرنے والے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ ہم چھوٹے ہوتے تھے۔ ایک سیڑھی تھی۔ جو ہمارے دونوں گھروں کے درمیان تھی۔ ہم وہاں سے گزرتے تو ہماری

تائی صاحبہ

اکثر کہتیں۔ "جیسے کو تا دیسے کو کو" یعنی جس رنگ کا باپ ہے۔ یہ بچے بھی اسی رنگ میں رنگین ہیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے کچھ حجاب نہیں آتا۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ قلب کی حالت ہو۔ اور پھر ہدایت نصیب ہو۔ تو یہ تو معجزہ ہو جاتا ہے اور پھر ان کا درجہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ باوجود اتنی مخالفت کے اللہ تعالیٰ نے آخر کوئی نیکی دیکھی ہی تھی۔ جو انہیں ہدایت دیدی۔

یہی حال میں دیکھتا ہوں۔ مرزا سلطان احمد صاحب کا تھا۔ اس رنگ میں تو نہیں جس رنگ میں تائی صاحبہ کا تھا۔ مگر

ایک اور رنگ

میں ان کا بھی ضرور ایسا ہی حال تھا۔ اس میں شبہ نہیں۔ مرزا سلطان احمد صاحب

ہمیشہ یہ یقین رکھتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جھوٹ نہیں بولتے۔ اپنا باپ ہونے کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ فی الواقع ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی راستبازی گھر کر چکی تھی۔ مگر یہ نہیں۔ کہ وہ آپکے الہامات کی ایسی عظمت اور شان سمجھتے ہوں۔ جیسے ایک مامور کے الہامات کی سمجھنی چاہیئے۔

مجھے ان کا

ایک فقرہ

خوب یاد ہے۔ شروع شروع میں جب میں نے ان سے ملنا شروع کیا۔ تو ایک دن باتوں باتوں میں کہنے لگے۔ مجھے یقین ہے۔ ہمارے والد صاحب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر محبت تھی۔ اپنے رنگ میں تو انہوں نے یہ فقرہ محبت میں ہی کہا ہوگا۔ مگر مجھے بڑا ہی برا معلوم ہوا۔ کیونکہ خدا کے مقابلہ میں کسی رسول سے زیادہ محبت ہو ہی کس طرح سکتی ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ کہنے لگے۔ اگر یہ

سڈیشن کا قانون

پہلے نکلتا۔ تو ہمارے والد صاحب ضرور قید ہو جاتے۔ کیونکہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان قائم رکھنے کے لئے کسی مصیبت کی بھی پرواہ نہیں کرنی تھی۔ اس قسم کے الفاظ ممکن ہے۔ محبت کی وجہ سے ان کے مونہہ سے نکلے ہوں۔ مگر ایسے الفاظ ہم لوگوں کے مونہوں سے جو ماموریں کی حقیقی

قدر و منزلت

جانتے ہیں کبھی نہیں نکل سکتے۔

غرض الہام الٰہی کا ادب اور وقار احمدیت کی حد تک ان کے دل میں نہ تھا۔ اگرچہ وہ یقین رکھتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جھوٹے نہیں۔ ایسی حالت

قلبی کیفیت

کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دی۔ اور ایسے وقت میں دی۔ کہ صاف طور پر وہ

اللہ تعالیٰ کا ایک نشان

معلوم ہوتا ہے۔ دسمبر ۱۹۳۰ء میں انہوں نے بیعت کی۔ اور پھر چھ ماہ کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ جس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے۔ کہ ان کی بیعت

الٰہی تصرف

کے ماتحت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا۔ کہ اب یہ جلد ہی فوت ہو جانے والے ہیں۔ اس لئے اگر انہوں نے بیعت نہ کی۔ تو ایک مخزیہ رہ جائیگی۔ پس خدا نے انہیں بیعت میں داخل کرکے اس مخزیہ کو بھی دور فرما دیا۔ اس سے پہلے بعض دوست جب انہیں بیعت کیلئے کہتے۔ تو وہ یہی جواب دیتے کہ میں یہ تو سمجھتا ہوں۔ کہ سلسلہ سچا ہے۔ مگر مجھے اس بات سے شرم آتی ہے۔ کہ اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کروں قریباً سال بھر ان کی یہ حالت رہی۔ اور اس سے پہلے ان کی یہ حالت تھی۔ کہ وہ کہتے تھے یہ سلسلہ تو سچا ہے۔ مگر ابھی میں نے فیصلہ کرنا ہے۔ کہ لاہوری حق پر ہیں۔ یا قادیانی جماعت۔ مجھے ان کے جب یہ خیالات معلوم ہوئے۔ تو میں نے انہیں تحریک کی۔ کہ اپنی

احمدیت کا اعلان

کر دیں۔ کیونکہ اس سوال کا فیصلہ کئے بغیر بھی تو ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لا سکتا ہے۔ اس پر انہوں نے اعلان کر دیا۔ کہ میں سلسلہ احمدیہ میں تو داخل ہوتا ہوں۔ مگر ابھی میں کہہ نہیں سکتا کہ قادیانی جماعت حق پر ہے۔ یا لاہوری۔ اس اعلان کے ایک سال بعد انہیں

شرح صدر

ہو گیا۔ اور انہیں یقین ہو گیا۔ کہ جماعتِ قادیان ہی صداقت پر ہے اور یہی سلسلہ سچا ہے۔ مگر شرم یہ آتی۔ کہ میں اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر کس طرح بیعت کروں۔ آخر ایک دن ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب میرے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ مرزا سلطان احمد صاحب بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے۔ میں تو چل نہیں سکتا۔ آپ کو کسی دن فرصت ہو تو میری بیعت لے لیں۔ اس دن میری طبیعت اچھی نہیں تھی۔ اور میں بیمار تھا۔ مگر میں نے کہا۔ میں ابھی ان کے پاس چلتا ہوں۔ ممکن ہے۔ بعد میں دل بدل جائے۔ اور پھر یہ وقت ہاتھ نہ آئے۔ اس لئے میں اسی وقت گیا۔ اور انہوں نے میری

بیعت کر لی

بیعت کے بعد میں یہ دیکھتا رہا۔ کہ ان کی بیعت خلوص دل سے ہے یا صرف ظاہری طور پر۔ مگر میں نے دیکھا۔ بیعت سے پہلے میرے نام جو رقعے آتے تھے۔ ان میں ایک ایسا رنگ پایا جاتا تھا۔ جس طرح کوئی علیٰحدہ شخص ہوتا ہے۔ مگر بیعت کے بعد میرے نام پہلا رقعہ جو انہوں نے لکھا۔ میں نے اسے پڑھا۔ اس کے نیچے مرزا سلطان احمد لکھا ہوا تھا مگر پڑھنے اور یہ یقین ہونے کے باوجود کہ یہ مرزا سلطان احمد صاحب نے ہی رقعہ لکھا ہے۔ مجھے شبہ ہوا۔ کہ یہ کسی اور نے نہ لکھا ہو۔ کیونکہ وہ رقعہ اس قدر

مخلصانہ انداز

میں لکھا ہوا تھا۔ اور اس قدر ادب اور احترام اس میں پایا جاتا تھا۔ جس طرح پرانے مخلص احمدی خط لکھا کرتے ہیں۔

اس میں شبہ نہیں۔ کہ انہیں ایسی حالت میں بیعت کی توفیق ملی جب ان کے قویٰ مضمحل ہو چکے تھے۔ اور دوسروں کو ہی چارپائی سے اٹھانا پڑتا تھا۔ اور دوسروں کو ہی کھلانا اور پلانا پڑتا تھا۔ مگر

ہدایت دماغ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے

ظاہری جسم کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی اس وقت تک توبہ قبول فرماتا ہے۔ مالم یغرغر جب تک نزع کی حالت نہیں آتی۔ گویا جب تک اس کا دماغ معطل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ دماغ کے موت کے اثر سے متأثر ہو جانے سے پہلے پہلے ہر شخص کی توبہ کو قبول کر سکتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ کہ اس نے عین وفات کے قریب انہیں بیعت کی توفیق عطا فرمائی۔

بیعت کے بعد

ان کے اندر اس قدر اخلاص پیدا ہو گیا تھا۔ کہ مرزا سلطان محمد صاحب جب ایک دفعہ قادیان آئے۔ تو بعض اور دوستوں اور میاں بشیر احمد صاحب کو بھی خیال آیا۔ کہ انہیں تبلیغ کرنی چاہیئے۔ چونکہ مرزا سلطان احمد صاحب سے ان کے پرانے تعلقات تھے۔ اس لئے انہیں تحریک کی گئی۔ کہ وہ

مرزا سلطان محمد صاحب کو تبلیغ

کریں۔ چونکہ آپ چل نہیں سکتے تھے۔ اس لئے دو آدمیوں کا سہارا لے کر اس مکان پر گئے۔ جہاں مرزا سلطان محمد صاحب ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں جا کر انہیں تبلیغ کی۔ اور کہنے لگے۔ جب تبلیغ کرنی ہے۔ تو اپنے مکان پر بلا کر نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ وہیں چلنا چاہیئے۔ جہاں وہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ باوجود بیماری کی سخت تکلیف کے وہ وہاں گئے۔ اور انہیں تبلیغ کی۔

پس اللہ تعالیٰ کا یہ ایک عظیم الشان فضل ہوا ہے۔ کہ ہمارے رستہ میں جو ایک مخزیہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دور کر دیا۔ اور جس طرح تائی صاحبہ کو بیعت میں داخل کرکے اللہ تعالیٰ نے یہ الہام پورا کیا۔ اسی طرح مرزا سلطان احمد صاحب کو بھی بیعت میں داخل کرکے اللہ تعالیٰ نے اس مخزیہ کو دور کر دیا۔ جو آپ کے بیعت میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے تھی۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خاندان کے تقریباً تمام آدمی بیعت میں داخل ہو چکے ہیں۔

صرف ایک آدمی

ایسے ہیں۔ جو ابھی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ اور وہ مرزا سلطان محمد صاحب ہیں۔ ان کی وجہ سے مخالفین سلسلہ پر بہت اعتراض کرتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کچھ تعجب نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ سلسلہ کے رستہ سے اس مخزیہ کو بھی بجائے کسی اور طریق کے بیعت کے ذریعہ سے دور کر دے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ

دعا کریں

اللہ تعالیٰ انہیں بھی بیعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا دشمنوں کے تمام اعتراضات کا قلع قمع ہو جائے۔

مباہلہ کا چیلنج اور اس کی منظوری

اس کے بعد میں احباب کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ تین چار دن ہوئے

جماعتؐ اہلحدیث" کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں مجھے مباہلہ کا چیلنج دیا گیا ہے۔ چیلنج دینے والے گھریالہ ضلع لاہور کے کوئی شخص سید محمد شریف صاحب ہیں۔ جو اپنے آپ کو

امیر جماعت اہلحدیث

لکھتے ہیں۔ میں نے پہلے ان کا نام نہیں سُنا ہوا تھا۔ مگر دوستوں نے بتایا۔ کہ واقعی وہ اہلحدیث کے ایک حصہ کے سردار ہیں۔ اور اہلحدیثوں نے ایک جلسہ کر کے انہیں اپنا امیر تسلیم کیا تھا۔ بہرحال میں نے ان کا نام سُنا ہو یا نہ اس میں شُبہ نہیں کہ جب اہلحدیثوں نے انہیں اپنا سردار منتخب کیا۔ تو ان میں انہوں نے ضرور کوئی خاص خوبی دیکھی ہوگی۔

بٹالہ کی انجمن اہلحدیث

کی طرف سے جب مجھے وہ اشتہار پہنچا۔ تو اس میں انہوں نے یہی لکھا۔ کہ ہم اپنے امیر کی طرف سے یہ اشتہار آپ کو بھیج رہے ہیں۔ اسی طرح امرتسر کی جماعتِ غزنویہ کے جو صاحب سکرٹری ہیں۔ انکی طرف سے بھی جب اشتہار آیا۔ تو اس میں بھی انہوں نے یہی لکھا۔ کہ میں اپنے امیر کی طرف سے یہ اشتہار آپ کی طرف بھیج رہا ہوں۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ وہ جماعت اہلحدیث کے امیر ہیں۔ اس میں ضرور صداقت پائی جاتی ہے۔ اور

پنجاب کے اہلحدیثوں کا کچھ حصہ

انہیں سردار تسلیم کرتا ہے۔ اُس اشتہار کی عبارت میں شرارت نہیں پائی جاتی۔ آگے اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ تفصیلات کے طے کرنے میں ان کا کیا رویہ ہو جائے۔ مگر اب تک اس اشتہار سے یہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ

چیلنج دینے والا

خواہش رکھتا ہے۔ کہ دونوں فریق میں مباہلہ ہو۔ اور دنیا پر کھل جائے کہ صداقت کس طرف ہے۔ اور جھوٹ کس طرف۔ یہ ہمارے لئے

نہایت خوشی کی بات

ہے۔ کہ وہ موقع جس کی تلاش میں ہم مدتوں سے تھے۔ وہ امیر جماعت اہلحدیث کے چیلنج کی وجہ سے ہمیں میسر آگیا۔ مگر مباہلہ کے متعلق قرآن مجید سے جو کچھ ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ مباہلہ

ایک جماعت سے

ہونا چاہیئے۔ چنانچہ جس آیت میں مباہلہ کا ذکر ہے۔ اس میں یہی آتا ہے۔ قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللّٰہ علے الکاذبین۔ اس میں جس قدر صیغے ہیں۔ سب کے سب جمع کے ہیں جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ مباہلہ دراصل

دو جماعتوں کے درمیان

ہوتا ہے۔ ضرورتاً اور احتیاجاً بعض دفعہ افراد سے بھی مباہلہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ ممنوع نہیں۔ مگر اصل مباہلہ وہی ہے جو دو بڑی جماعتوں کے درمیان ہو۔ تا اس کا ایسا

نمایاں نتیجہ

پیدا ہو۔ جس میں شکوک و شبہات کی قطعاً گنجائش نہ ہو۔ پس میرا منشاء یہ ہے۔ کہ اگر ان کا چیلنج نیک نیتی پر مبنی ہے۔ اور اس میں ان کے مدنظر کوئی ایسی بات نہیں۔ جو فتنہ اور فساد کا موجب ہو۔ تو میں اُن کے چیلنج کو قبول کر لوں۔ اور اُن سے خواہش کروں۔ کہ وہ اپنی جماعت میں سے

ایک ہزار آدمی

مُباہلہ کے لئے طیار کریں۔ اسی طرح ایک ہزار آدمی مباہلہ کے لئے ہماری جماعت میں سے نکلے۔ اور سب کے نام شائع کر دیئے جائیں۔ تا اس مباہلہ کا اثر کسی رنگ میں بھی مشتبہ نہ رہے۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالےٰ کے نشانات ہمیشہ خارق عادت طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر بھی دشمن ان میں سے

اعتراض کا پہلو

نکال ہی لیتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر اگرچہ خارق عادت عذاب آئے۔ مگر پھر بھی لوگ اعتراض ہی کرتے رہے۔ لیکن اگر یہی خارق عادت سینکڑوں نشانات اکٹھے ہو جائیں تو اس صورت میں ان نشانات کا عظیم الشان اثر ہوتا ہے۔ پس

میں اعلان کرتا ہوں

کہ ہماری جماعت کے وہ دوست جو یقین اور وثوق اور اپنے مشاہدہ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا چکے ہیں۔ وہ استخارہ کرنے کے بعد اس مباہلہ کے لئے اپنے نام پیش کریں۔ تا ایک ہزار کی فہرست فریق مخالف کے پاس چلی جائے۔ اور ان سے بھی مطالبہ کیا جائے۔ کہ وہ اپنی جماعت میں سے ایک ہزار آدمی کی فہرست ہمارے پاس بھیجدیں۔

فرقہ اہلحدیث ہماری جماعت سے سو ڈیڑھ سو سال پہلے سے قائم ہے۔ بلکہ وہ تو یہی کہتے ہیں۔ کہ ہم شروع سے ہی چلے آتے ہیں۔ خواہ کچھ ہو۔ اس جماعت کے افراد ہماری جماعت سے بہت زیادہ ہیں۔ اور اگر وہ ذرا بھی کوشش کریں۔ تو ان کے لئے ایک ہزار آدمیوں کا اکٹھا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اگر وہ اپنی جماعت میں سے ہزار آدمی اِس مباہلہ کے لئے اکٹھا نہ کر سکیں۔ تو ہم انہیں

پانچ سو یا چار سو

کی بھی اجازت دیدیں۔ مگر ہماری طرف سے ایک ہزار آدمی ہی مباہلہ میں پیش ہونگے۔ تا یہ مباہلہ نمایاں حیثیت رکھتا ہو۔ اور اس میں شک اور شُبہ کی گنجائش نہ رہے۔ اگر مباہلہ میں دوسری طرف سے صرف ایک ہی آدمی پیش ہو۔ تو عذاب تو اس پر بھی آ سکتا ہے لیکن اگر وہ مر بھی جائے۔ تو کہنے والے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کی عمر ختم ہو گئی۔ آخر ایک دن اسے مرنا ہی تھا۔ پس یہ عذاب نہیں۔ بلکہ اتفاق ہے۔ لیکن اگر دوسری طرف سے ایک ہزار آدمی مباہلہ کے لئے آئیں۔ اور ان میں سے کثیر حصہ کو اللہ تعالےٰ ایسا سمجھے۔ کہ اس پر اتمام حجت ہو چکی ہے۔ اور پھر ان میں سے پانچ سو یا سات سو پر ایسی حالت طاری ہو جائے جو

صریح عذاب کی حالت

ہو۔ تو لوگ یہ کہنے پر مجبور ہونگے۔ کہ یہ اتفاق نہیں۔ بلکہ خارق عادت قدرت کا ظہور ہے۔ اکیلے آدمی کے متعلق شبہات دلوں میں رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک ایک آدمی کے ساتھ مباہلے ہوئے۔ اور ان لوگوں کو عذاب بھی آیا۔ اور بعض لوگ مر بھی گئے۔ مگر لوگوں نے یہی کہا۔ کہ ایسے واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی تو مسیلمہ کذاب کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے لیکن اگر کثیر تعداد میں لوگ مباہلہ کے لئے نکلیں۔ اور ان میں سے اکثر

عذاب الٰہی کا نشانہ

بن جائیں۔ تو پھر شک اور شُبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ چنانچہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں میں ایک نمایاں بات پائی جاتی تھی۔ اور وہ یہی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے مقابلہ میں بڑے بڑے لشکر اُٹھتے۔ اور شکست کھا جاتے۔ ان میں سے اکثر مارے یا قید کر لئے جاتے۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں سے تھوڑے ہی مارے جاتے اور قلیل ہی زخمی ہوتے۔ یہ نمایاں فرق اتنا بڑا نشان ہوتا ہے۔ جس سے دشمن حیران رہ جاتا ہے پس کثیر تعداد پر جو عذاب الٰہی نازل ہو۔ تو وہ ایسے رنگ میں نازل ہوتا ہے۔ جو مومنوں کے لئے

اطمینان قلب کا باعث

اور ان کے ایمان کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔ مگر ایک فرد پر اگر عذاب نازل ہو۔ تو منافقین اس میں سے اعتراض کی راہ نکال لیتے ہیں۔ اور اس طرح مباہلہ کا اثر فوت ہو جاتا ہے۔ اگر ایک شخص کو کوئی سخت ذلت پہنچے۔ تو وہ کہہ سکتے ہیں۔ اسے ہم عذاب تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن اگر ایک طرف انہیں یہ نظر آئے۔ کہ ہزار میں سے دس یا پندرہ کو کوئی معمولی سی تکلیف پہنچی ہے۔ مگر دوسری طرف ہزار میں سے پانچ سو یا سات سو عذاب الٰہی کا شکار ہو گیا ہے۔ تو لوگ محسوس کرتے ہیں۔ کہ صداقت اسی طرف ہے جس طرف اللہ تعالیٰ کی تائید شاملِ حال رہی۔

پس میں اعلان کرتا ہوں کہ قادیان اور بیرونجات سے بھی

جو دوست مباہلہ میں شامل ہونا چاہیں

وہ فوراً طیار ہو جائیں۔ اور استخارہ کرنے کے بعد اپنے اپنے نام پیش کریں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ ایک مبارک موقع ہے۔ جو خدا نے ہماری جماعت کے لئے پیدا کر دیا۔ استخارہ ایک ایک رات کا بھی کافی ہے پس استخارہ کے بعد دوست اپنے نام پیش کر دیں۔ تا جلد سے جلد یہ لسٹ مکمل کر کے شائع کر دی جائے ؛

تحقیق الادیان

اناجیل کے رو سے ایمانداروں کی علامات

مسیحیت کے نام لیواؤں کے لئے بانیٔ عیسویت نے اناجیل میں ایسے بہت سے معیار بیان فرمائے ہیں۔ جو ان کے نزدیک کسی عیسائی کی ایمانی حالت معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ان میں سے ہر معیار کا ادنیٰ سے ادنیٰ عیسائی میں پایا جانا بروئے اناجیل ضروری ہے۔ ان علامات کی رو سے ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا عیسائی صاحبان اپنی الہامی کتاب کے رو سے سچے عیسائی ثابت ہوتے ہیں؟

حضرت مسیح کی فرمودہ علامات

حضرت مسیح فرماتے ہیں:۔

"ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے۔ وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھالیں گے۔ اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیزیں پئیں گے۔ تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے۔ تو اچھے ہو جائیں گے" (مرقس ۱۶/۱۷، ۱۸)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا۔ تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے۔ کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا۔ تو وہ چلا جائے گا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔" متی ۱۷/۲۱

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"اگر ایمان رکھو۔ اور شک نہ کرو۔ تو نہ صرف وہ کرو گے۔ جو انجیر کے درخت کے ساتھ ہوا۔ بلکہ اگر اس پہاڑ سے بھی کہو گے۔ کہ تو اکھڑ جا۔ اور سمندر میں جا پڑ۔ تو یہ ہو جائیگا" متی ۲۱/۲۱

پولوس کا بیان

پولوس بھی حضرت مسیح کی تائید کرتا ہوا کہتا ہے۔

"اگر مجھے نبوت ملی۔ اور سارے بھیدوں اور کل علم کی واقفیت ہوئی۔ اور میرا ایمان یہاں تک کامل ہوا۔ کہ پہاڑوں کو ہٹا دوں۔ اور محبت نہ رکھوں۔ تو میں کچھ بھی نہیں" ۱۔کرنتھیوں ۱۳/۲

رائی کے دانے کے برابر ایمان کی پہچان

ان معیاروں کے علاوہ ایک اور معیار کا ذکر حضرت مسیح نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

"اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوتا۔ اور تم اس توت کے درخت سے کہتے۔ کہ جڑھ سے اکھڑ کر سمندر میں لگ جا۔ تو تمہاری مانتا" (لوقا ۱۷/۶)

خلاصہ بیانات

ان مختلف عبارات میں مجموعی طور پر مندرجہ ذیل نشانات ایک صادق مسیحی کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔

اوّل۔ بدروحوں کو نکالنا۔

دوم۔ نئی نئی زبانیں بغیر سیکھنے کے معجزانہ رنگ میں بولنا۔

سوم۔ سانپوں کو بغیر ضرر کے پکڑنا۔

چہارم۔ ہر قسم کا زہر نڈر ہو کر پی جانا۔ اور اس کا کوئی نقصان نہ ہونا

پنجم۔ بیماریوں کو چھو کر تندرست کر دینا۔

ششم۔ پہاڑوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا کر لے جانا۔

ہفتم۔ پہاڑوں کو سمندر میں گرانا۔

ہشتم۔ انجیر یا کسی سبز درخت کو لعنت سے خشک کر دینا۔

نہم۔ درختوں کو چلانا۔

دہم۔ کسی بات کا بھی انسان کے لئے ناممکن نہ رہنا۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا موجودہ عیسائی صاحبان ان معیاروں کی رو سے اپنے ایمان کا کوئی ثبوت دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

بدروحیں نکالنا

پہلا معیار حضرت مسیح نے یہ بتایا تھا۔ کہ مجھ پر ایمان لانے والے "میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے" ان بدروحوں سے مراد وہ ارواح خبیثہ ہیں۔ جو جہلاء کے زعم میں بھوتوں اور چڑیلوں کی شکل اختیار کر کے انسانوں کو ستاتی۔ اور دکھ دیتی ہیں۔ پرانے زمانہ میں وہ لوگ جو علوم سے محروم تھے۔ اور جن کی نظر وسیع نہیں تھی۔ عموماً یہ خیال کرتے تھے۔ کہ بیماریاں بعض ارواح کے ستانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ صرع اور اختناق الرحم کے مریضوں کے متعلق آج کل بھی بعض یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ ان کے سروں پر کوئی بھوت سوار ہے۔ اسی طرح ایسے بخار جن میں مریض بے خوابی کی وجہ سے یا دماغ کے عارضی نقائص کی وجہ سے بدحواسی میں غیر متعلق باتیں شروع کر دیتا ہے۔ بعض جنات کی طرف منسوب کئے جاتے تھے۔ مگر جوں جوں علوم کی روشنی پھیلتی گئی۔ ایسے خیالات دنیا سے معدوم ہوتے گئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یسوع مسیح یہی خیال رکھتے تھے اور اسی وجہ سے انہوں نے کہا۔ مجھ پر ایمان لانے والوں کی ایک علامت یہ ہوگی۔ کہ وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے۔ اب جبکہ نئی تحقیقات نے اس قسم کی روحوں کا وجود ہی نہ رہنے دیا۔ تو پھر ان کے نکالنے کا کیا مطلب؟

نئی نئی زبانیں بولنا

دوسری علامت یسوع مسیح نے یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ میرے ماننے والے نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ اگر نئی زبانیں بولنے سے یہ مراد لی جائے۔ کہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد نئی زبانیں بولیں گے۔ تو یہ کوئی معجزہ نہیں رہتا کیونکہ کسی زبان کے متعلق باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہر شخص اس زبان میں گفتگو کر سکتا ہے۔ پس یہ علامت بھی ایمان کی علامت تبھی جا سکتی ہے۔ جب بغیر سیکھنے کے اعجازی رنگ میں صرف مسیح ناصری پر ایمان لانے کی وجہ سے کوئی زبان بولی جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ اس معیار پر بھی موجودہ زمانہ میں کوئی عیسائی نہیں اترتا۔

سانپوں کو پکڑنا اور زہر پینا

پھر یسوع مسیح نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ میرے ماننے والے سانپوں کو بغیر ضرر کے پکڑ لیں گے۔ زہر کو بغیر نقصان کے پی جائیں گے۔ مگر عیسائی ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ وہ سانپوں کے جانی دشمن ہیں۔ اور ان کی ہلاکت کے درپے رہتے ہیں۔ اسی طرح زہر سے اس قدر خوف کھاتے ہیں۔ کہ ہسپتالوں میں "زہر" کا لفظ موٹے اور سرخ حروف میں لکھتے ہیں۔ تا ناواقف آدمی اسے بغیر سوچے اور سمجھے استعمال نہ کرے۔

کچھ اور باتیں

اسی طرح کہا۔ تو یہ گیا تھا۔ کہ یسوع مسیح کے ماننے والے بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے اور وہ اچھے ہو جائیں گے۔ پہاڑوں کو حکم دیں گے۔ اور وہ چل پڑیں گے۔ اور اگر چاہیں گے۔ تو ان پہاڑوں کو سمندر میں گرا دیں گے پھر یہ بھی کہ ان کے ارشاد پر درخت اپنی جگہوں سے حرکت کرنے لگیں گے مگر ان میں سے کوئی ایک بات بھی کسی ایک عیسائی میں نظر نہیں آتی۔

عیسائی دنیا کوئی مثال پیش کرے۔

یہ تمام نشانات یسوع مسیح نے سچے ایمانداروں کے بیان کئے تھے۔ مگر جب موجودہ عیسائیوں میں ان میں سے ایک بھی نشان نظر نہیں آتا۔ تو دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے۔ یا تو یہ کہ عیسائی دنیا میں یسوع مسیح کا کوئی سچا پیرو نہیں۔ یا پھر یہ کہ انجیل کی بیان کردہ علامات ایمان کی صحیح علامات نہیں۔ اِن دونوں صورتوں میں سے کسی ایک کو بھی صحیح تسلیم کیا جائے عیسائیت کا کچھ باقی نہیں رہتا۔

اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت

ان وجوہات کی بناء پر اگر یہ کہا جائے۔ کہ عیسائیت کسی کو خدا کی رضا اور اس کا قرب نہیں دلا سکتی۔ تو بالکل درست ہوگا۔ لیکن کیا عیسائیت کے اس حالت کو پہنچ جانے کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو فراموش کر دیا۔ اور اسے اپنا قرب عطا کرنے کے رستے بند کر دئے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ اس نے اسلام جیسا کامل مذہب عطا کیا۔ جو ہر زمانہ میں مقربین الی اللہ کے نمونے پیش کرتا رہتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں نہایت کامل نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں پیش کیا۔ آپ نے ایک طرف تو اسلام کے زندہ اور خدا تک پہنچانے والا مذہب ہونے کے ثبوت میں عظیم الشان نشان دکھائے۔ اور دوسری طرف تمام مذاہب کو اور خصوصاً عیسائیت کو اس میدان میں مقابلہ کے لئے بلایا۔ مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ اب بھی آپ کا خلیفہ اور جانشین موجود ہے۔ مگر کوئی مقابلہ پر آنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر اسلام کی صداقت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے مگر نہ حقیقت کبھی چھپ نہیں سکتی۔ اور دنیا اس امر کو فراموش کر سکتی ہے کہ سچے عیسائیوں کے لئے جو بھی حضرت مسیح نے امتیازی نشانات بیان فرمائے تھے وہ آج کسی ایک عیسائی میں بھی نہیں پائے جاتے تمام کے تمام بلکہ ان میں سے ایک بھی کسی میں دکھائی نہیں دیتا۔ پس عیسائیت مر چکی اور عیسائیت کے نام لیوا روحانی لحاظ سے فنا ہو گئے۔ آج خدا نے "مثیل مسیح" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مراسلات

مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ و تفسیر القرآن پر سرسری نظر

اب میں آخری حصہ تفسیر کی پہلی شق کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں تفسیر سے ایسے کئی مقامات دکھائے جا سکتے ہیں۔ جہاں مولوی صاحب نے آیات قرآنیہ کے وہ معنی کئے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کردہ معانی و مفہوم کے بالکل برعکس ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطلب کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں صرف دو تین مثالیں نمونتہً پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۱) سورۂ بقرہ کے شروع میں آتا ہے۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اس آیت میں تین وحیوں کا ذکر ہے۔ جو تین مختلف زمانوں سے متعلق ہیں۔ اول اس وحی کا ذکر ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی۔ اور تیسری وہ وحی جو حضرت مسیح موعودؑ سے متعلق تھی۔ لیکن مولوی صاحب اس تیسری وحی کے منکر ہیں۔ اور وہ اس کو رسالت والی وحی نہیں سمجھتے۔ بلکہ تفسیر القرآن کے صفحہ ۱۱ پر آخرۃ کا ترجمہ قیامت ہی کیا ہے۔

(۲) سورۃ النساء میں آتا ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا۔ اس آیت و نیز سورۃ فاتحہ کے انعمت علیھم کی آیت سے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے لیکچروں، پرائیوٹ مجلسوں۔ اخبارات اشتہارات اور کتب کے ذریعہ بارہا اور بڑی شدت سے اجراء نبوۃ غیر تشریعی کو ثابت کیا۔ اور اپنے وجود کو ثبوت میں پیش کیا۔ لیکن مولوی صاحب نے اس آیت کے متعلق اپنی تفسیر کے صفحہ $\frac{۲۲۰}{۲۲۱}$ کے تفسیری نوٹ میں حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودہ معانی کی تردید کی ہے۔ اور صاف لکھا ہے۔ کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر قسم کی نبوت بند ہے۔

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالے جانے کا واقعہ قرآن کریم میں اس طرح آتا ہے۔ فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ او حرقوہ فانجاہ اللہ من النار۔ ان فی ذالک لاٰیٰت لقوم یؤمنون (سورۂ عنکبوت)

اس آیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر علمائے سلف و ائمہ کا اسبات پر اتفاق ہے۔ کہ جب مخالفین نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اُن کو آگ کے اثر سے محفوظ رکھ کر نجات بخشی۔ اس واقعہ کو قرآن مجید نے ایک دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا ہے۔ قالوا حرقوہ وانصروا اٰلھتکم ان کنتم فٰعلین ۵ قلنا ینار کونی بردًا وسلٰمًا علیٰ ابراھیم (سورۃ الانبیاء) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگ میں ڈالنا ہی قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ فرمایا۔ اگر کوئی مخالف مجھے آگ میں ڈالے۔ تو خدا میری بھی حفاظت کریگا۔ لیکن مولوی صاحب قرآن مجید کی ان صریح آیات حضرت مسیح موعودؑ کے اس اعتقاد۔ تحدی اور تصریح کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے قائل نہیں۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۶۵۲ و صفحہ ۷۷۹

اب شق دوم کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

دُنیا جانتی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے غیر تشریعی نبی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اور آخر عمر تک حضور اپنے دعاوی کی صداقت میں صریح نصوص قرآنیہ۔ احادیث صحیحہ و دیگر الہامی کتب وکشوف اولیائے امت پیش فرماتے رہے۔ اور اس وحی اور الہامات کو بھی پیش کرتے رہے۔ جو بارش کی طرح بکثرت آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے۔ آپ کے دعاوی کی تصریح و تشریح خود حضور کی کتب میں کامل شرح وبسط سے موجود ہے۔ ازانجملہ شہادت القرآن نامی کتاب حضرت اقدس کی ایک مشہور تصنیف ہے۔ جس میں حضور نے قرآن کریم کی صریح نصوص سے اپنے دعاوی کی صداقت کو ثابت کیا ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر اور دعویٰ نبوت کی تبلیغ مولوی صاحب کا خاص شغل تھا۔ لیکن آہ! انقلابِ روزگار دیکھئے۔ یہی مولوی صاحب جب ایک مفسر کی شکل میں دنیا کے سامنے آتے ہیں۔ تو حضرت اقدس کے حسن کے متعلق ذکر کرتے اسقدر ہچکچاتے ہیں۔ کہ آپ کے دعاوی اور نام کی تبلیغ تو الگ رہی۔ اپنی ضخیم تفسیر میں جو قریباً پونے چودہ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ حضرت اقدس کا ذکر محض سرسری اور معمولی طور پر دو چار سطروں میں کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور کہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ مسیح موعودؑ لکھا۔ اور نہ تسلیم کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی صاحب کے نزدیک سارے قرآن مجید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا اشارہ صرف سورۂ نور کی آیت استخلاف میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس آیت کے تفسیری نوٹ ۱۷۷۳ میں لکھتے ہیں۔

”اس آیت کا اشارہ اُن مجددین کی طرف بھی ہو سکتا ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہر صدی کے سر پر آتے رہیں گے۔ یہی وہ آیت ہے۔ جس کی بناء پر مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ جماعت احمدیہ نے چودھویں صدی کا مجدد اور مسلم مسیح ہونیکا دعویٰ کیا تھا۔“

اللہ اللہ! مولوی صاحب کے اس قدر مختصر بیان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کسقدر بے رغبتی اور بے تعلقی ٹپکتی ہے۔ یا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت اقدس کے متعلق اتنا مختصر سا ذکر کر دینے پر بھی مولوی صاحب گھبرا گئے ہیں۔ اور اس کا ازالہ اس طور پر کیا ہے۔ کہ سورۂ صف اور سورۂ جمعہ کی ان آیات کی جن میں مسلمہ طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا ذکر ہے۔ تفسیر ایسے رنگ میں کی ہے۔ کہ پڑھنے والے کو ایسا معلوم ہو۔ کہ جس انسان نے خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح موعودؑ بنکر آخری زمانہ میں آنا تھا۔ وہ ابھی تک نہیں آیا۔ چنانچہ سورۂ صف کی آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے متعلق تفسیری نوٹ ۲۴۹۹ میں لکھتے ہیں۔

”یہ آیات اپنی اندر پیشگوئیاں رکھتی ہیں۔ اسلام کو تباہ کرنے کی ابھی کوششیں جاری ہیں۔ اور الٰہی وعدہ ہے۔ کہ یہ سب کوششیں بیکار ثابت ہونگی۔ اور اسلام کی شان وشوکت دنیا کے سب ادیان پر اس خوبی سے چھا جائیگی۔ جیسا کہ عرب میں ہوا تھا۔ مفسرین کا قول ہے۔ کہ یہ غلبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہوگا۔“

سورۂ جمعہ کی آیت لما یلحقوا بھم کی تفسیر کرتے وقت تفسیری نوٹ ۲۵۰۴ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”دوسری روایات بتلاتی ہیں۔ کہ مسیحا مسلمانوں میں ایسے وقت میں ظاہر ہوگا جبکہ مسلمان شریعت کی محض ظاہر پرستی پر قائم ہو نظر آئینگے۔ تا یہ کہ اس روایت میں اشارہ مسیحا یا اس زمانہ کی طرف ہے۔ جبکہ اسلام کا مغز گم ہو جائیگا۔ ایک آدمی یا گروہ آدمیوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرکے تو اسلام کو دنیا میں پھیلائیگا۔“

مذکورہ بالا دونوں مقامات پر کہیں بھی مولوی صاحب نے یہ بتلانے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔ کہ وہ زمانہ ابھی آیا ہے یا نہ یا یہ کہ مسیح موعود آ گیا ہے یا آنیوالا ہے یا کہاں سے آئیگا۔ اور کیونکر اسلام پھیلائیگا۔ ان سب اہم باتوں کے متعلق مولوی صاحب نے بالکل چُپ سادھ لی۔ حضرت اقدس اور آپ کے زمانہ حیات والے یہی مولوی صاحب ہی اور دیگر متعدد آیات قرآنی کو زیر بحث لا کر ان آیات کا مصداق خود حضرت صاحب کو بتلاتے اور ثابت کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح سورۂ تکویر اور دیگر متعدد سورتوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ذکر ہے۔ لیکن مولوی صاحب ان تمام مقامات پر آیات کی تفسیر اور معنی ہی بدل گئے ہیں۔ اور بھولے سے بھی کوئی ایسی بات بیان نہیں کرتے۔ جس سے حضرت اقدس کے دعویٰ یا ذات پر کچھ روشنی پڑے۔ اور حضور کی عظیم الشان شخصیت کے متعلق کوئی انسان آگاہی پا سکے۔

اب ہم آخری شق کو لیتے ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ جناب مولوی صاحب نے سب مفسرین اور علماء سلف حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رائے اور بیان فرمودہ معانی اور مطالب کو پیچھے چھوڑ کر قرآن کریم کی متعدد آیات کی تفسیر کرتے وقت وہ جست لگائی ہے۔ کہ دہریت اور نیچریت کی سرحد پر ہی جا کر دم لیا ہے۔

اس بارے میں چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ مولوی صاحب نے اپنی تفسیر میں مفصلہ ذیل باتیں ثابت کرنے میں اپنی ساری لیاقت صرف کی ہے۔

(۱) حضرت عیسٰی علیہ السلام با باپ تھے۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام جلانے والی نہیں بلکہ فتنہ و فساد والی آگ میں ڈالے گئے تھے۔

(۳) حضرت یونسؑ کو مچھلی نے نہیں نگلا تھا۔

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر علمائے سلف نے بالاتفاق ظاہر فرمایا ہے۔ کہ حضرت عیسٰیؑ کا کوئی باپ نہیں تھا۔ حضرت ابراہیم کو اس جلانے والی آگ ہی میں ڈالا گیا تھا۔ اور حضرت یونسؑ کو مچھلی نے نگلا تھا۔ لطف یہ ہے۔ کہ مذکورہ بالا ہر سہ امور کا حضرت مسیح موعودؑ کی ذات اور مشن سے خاص تعلق ہے۔ اور حضرت اقدس نے ان امور کا مخصوص رنگ میں اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح کے بن باپ ہونے پر عقلاً و نقلاً عجیب دلائل بیان فرمائے ہیں اور دلائل قویہ سے یہ بتلایا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کے بن باپ پیدا کرنے میں حکمت الٰہیہ کیا تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے آگ میں ڈالے جانے کے متعلق اوپر بیان ہو چکا ہے۔ حضرت مسیحؑ کے صلیب سے زندہ اتارے جانے اور تین روز بے ہوش رہ کر پھر صحتیاب ہونے کے ثبوت میں حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیحؑ نے سائلین کی طرف سے معجزہ طلبی کے جواب میں یہ فرمایا۔ کہ ابن آدم (یعنی حضرت مسیحؑ) سے وہی معجزہ ظاہر ہوگا۔ جو حضرت یونسؑ سے مچھلی کے پیٹ میں جانے سے واقعہ ہوا تھا۔ یعنی جس طرح حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں رہ کر زندہ باہر نکل آئے۔ اسی طرح حضرت مسیحؑ بھی صلیبی واقعہ کے بعد نہ خانہ میں (جہاں مسیحؑ کو مرہم پٹی کی گئی) رہ کر بعد صحیح سلامت باہر نکل آئیں گے۔ لیکن مولوی صاحب نے ان تمام باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ ؎

خاکسار:- ملک عزیز محمد بی اے ایل ایل بی پلیڈر۔ علی پور ضلع مظفر گڑھ

پادری برکت اللہ صاحب سے درخواست

جناب پادری صاحب! آپ نے جماعت احمدیہ قادیان کو مباحثہ کا چیلنج دیا تھا۔ اور اپنی طرف سے ایڈیٹر صاحب نور افشاں کو نامزد کر دیا تھا۔ احمدیوں کی طرف آپ کے اس چیلنج کا جواب اخبار الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کا مفہوم انجمن احمدیہ منٹگمری کے سکرٹری بابو غلام حبیب صاحب نے بصورت اشتہار چھپوا کر تمام ضلع میں تقسیم کیا ہے۔ اس جواب میں جو مطالبہ آپ سے کیا گیا ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے اور آپ کا فرض ہے۔ کہ اسے پورا کریں۔ کیونکہ امام جماعت احمدیہ کو جو پوزیشن اس وقت احمدیوں میں حاصل ہے۔ اس کی مثال کسی اور قوم میں ہرگز نہیں ملتی۔ اس لئے واقعی ان کے مقابلہ میں ضرور کسی لارڈ بشپ وغیرہ ہی کو لانا واجب ہے۔ ورنہ ان کے قائمقام سے بحث کرنی چاہیئے۔

اگر آپ فیصلہ کن بحث کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہم بھی چاہتے ہیں کہ آپ ضرور کریں تو اس کا صحیح طریق یہی ہے۔ کہ جس طرح آپ اپنی حیثیت کے مطابق نمائندہ پیش کریں۔ اسی طرح ان کی قوم سے اسی حیثیت کا نمائندہ پیش ہو۔ پس ہم ہندو مسلمان اور سکھ جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔ آپ سے پرزور درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ ضرور مباحثہ کریں۔ اور ٹال مٹول چھوڑ دیں۔ ورنہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔ کہ آپ فرار کر گئے ؎

دستخط ایک سو ہندو مسلمان سکھ درخواست کنندگان از منٹگمری

مظلوم مسلمانوں کے لئے دعا

حافظ جمال احمد صاحب کو جو ماریشس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبلغ ہیں۔ جب کانپور مرزاپور اور آگرہ وغیرہ کے مسلمانوں پر مظالم ہونے کی خبر پہنچی۔ تو انہوں نے ایک پرائیویٹ خط میں جو مجھے بحیثیت ناظر دعوۃ و تبلیغ کے لکھا۔ بڑے درد کا اظہار کیا۔ میں اسے اس لئے شائع کرتا ہوں تا مسلمانوں کو معلوم ہو۔ کہ ہمارے دلوں پر ان کی تکلیف کا کس قدر صدمہ اور احساس ہوتا ہے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمان مردوں عورتوں اور شیرخوار بچوں کی خونریزی کے حالات پڑھ پڑھ کر دل زخمی اور کلیجہ چھلنی ہو گیا۔ مگر سوائے اس کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ کہ رو رو کر درد بھرے دل سے جناب الٰہی کے حضور دعائیں کیں۔ کہ الٰہی گو مسلمان نام کے مسلمان رہ گئے ہیں اور غفلت شعاری انہوں نے اپنا شیوہ بنا لیا ہے اور ان کی بہتری کے لئے اس زمانہ میں جو تو نے اپنا مامور بھیجا ہے۔ اس کی انہوں نے قدر نہیں کی۔ بلکہ اس کے راستہ میں روڑے اٹکائے۔ مگر اے خدا یہ ہندو مسلمانوں کو اور ان کی عورتوں اور معصوم بچوں کو اس لئے اپنے ظلم کا نشانہ نہیں بنا رہے۔ کہ وہ حقیقی مسلمان نہیں رہے۔ یا تیرے بھیجے ہوئے مسیح موعودؑ کو وہ نہیں مانتے۔ بلکہ وہ جا بجا محض اس لئے قتل کئے جا رہے ہیں کہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیوں پڑھتے ہیں اگر وہ یہ کلمہ چھوڑ کر شدھ ہو جائیں تو ان کے لئے امان ہے ورنہ نہیں پس مسلمان چاہے کتنے ہی گر گئے ہیں۔ لیکن آخر تیرے اور تیرے پیارے رسول حضرت خاتم المرسلین محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ہی ان کی عزیز جانیں نہایت بے رحمی سے نکالی جا رہی ہیں۔ گو انہوں نے عملاً اسلام کو بہت حد تک چھوڑ دیا ہے مگر ان کو تیرا اور تیرے پیارے رسول کا نام پھر بھی اتنا پیارا ہے۔ کہ جان دینا ان کو منظور۔ مگر یہ پیارے نام چھوڑنا منظور نہیں اس لئے اے خدا تجھ سے بڑھ کر جب کوئی بھی غیور نہیں ہے۔ تو اس وقت تو اپنے نام کے لئے اور اپنے پیارے رسول کے نام کے لئے مسلمانوں کی حمایت میں اپنی غیرت دکھلا تاکہ وہ بے رحم ظالم تیرے حضور میں جلد پکڑے جاتے ہیں۔ تو اپنی قدرت کا ہاتھ دکھا اور غیب سے ایسے سامان پیدا کر۔ کہ تیرے پیارے مسیحؑ کی وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ جس میں انہوں نے احمدیوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے "تم اس آریہ قوم سے مت ڈرو۔ یہ ایک تباہ ہونے والی قوم ہے۔ تم میں سے ابھی ہزاروں لاکھوں زندہ موجود ہوں گے۔ جو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ یہ قوم مٹ گئی" ؎

پس اے خدا یہی وہ زمانہ ہے جبکہ تیرے مسیح کو ہزاروں لاکھوں دیکھنے والے احمدی موجود ہیں اور یہی اس نشان کے پورے ہونے کا وقت ہے۔ ہندوؤں کا یہ ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں مسلمانوں کی تعداد کم ہے۔ وہاں اپنی کثرت کی وجہ سے ان کا صفایا کر کے پھر ان علاقوں کی طرف متوجہ ہوں۔ جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے لیکن پردہ غیب سے ایسے لوگوں کے لئے جو کچھ ظہور میں آنے والا ہے اس سے یہ بے خبر ہیں "فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العٰلمین" ؎

ایف۔ اے کا امتحان دینے والے احمدی طلباء

جن احمدی طلباء نے ایف اے وغیرہ کا امتحان دینے کے لئے۔ دوبارہ لاہور جانا ہے۔ ان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کے قیام کا انتظام ریواز ہوسٹل لاہور میں کیا گیا ہے حسب قاعدہ ان سے فیس روشنی و بورڈنگ پیشگی وصول کی جائیگی۔ انتظام خوراک اگر چاہیں۔ تو الگ کر لیں یا دوسروں کے ساتھ ہی رکھیں اس میں انہیں خرچ کی کفایت ہوگی۔ خوراک کے لئے بھی حسب معمول خرچ پہلے ہی دینا پڑیگا۔ جو صاحب امتحان کی غرض سے لاہور جائیں انہیں چاہیئے۔ کہ شیخ فضل کریم صاحب بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل۔ محلہ جمبر لین روڈ۔ بیرون موچی دروازہ احاطہ حاجی قادر بخش سے پہلے مل لیں۔ اور ریواز ہوسٹل میں داخل ہونے کے لئے ان سے رقعہ لیتے جائیں ؎

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

حیرت انگیز رعایت

جو لوگ ۱۴ و ۱۵ جولائی کو اپنے خطوط ڈاک خانہ میں ڈالینگے انہیں محصولڈاک معاف اور پھر پچیس ۲۵ روپے نقد انعام بھی ملے گا۔

اور یہ بھی ان مجرّب۔ مفید اور شہرہ آفاق ادویہ جن کے متعلق جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ناظم الفضل الفضل کے ۲۹ر جون ۱۹۳۱ء کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "ان ادویہ کا میں نے خود تجربہ کیا۔ مفید پائی گئیں۔ اور یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ شیخ محمد یوسف صاحب کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے۔ جب تک مختلف آدمیوں پر اسے آزما کر مفید ہونیکا اطمینان نہ حاصل کرلیں۔ امید ہے۔ کہ احباب بھی ادویات مشتہرہ سے فائدہ اٹھائیں گے۔" اب ہم ان مجرّب ادویہ کی مزید شہرت اور پبلک کو وسیع پیمانہ پر مستفیض کرنے کے لئے یہ غیر معمولی رعایت دیتے ہیں۔ کہ جو دوست ۱۴-۱۵ر جولائی کو اپنے خطوط ڈاکخانہ میں ڈالینگے۔ انہیں محصولڈاک معاف رہیگا۔ اور پھر ان تاریخوں پر خطوط ڈالنے والے دوستوں کو قرعہ اندازی سے پچیس روپے نقد انعام دیا جائیگا۔ مگر قرعہ اندازی میں انہیں اصحاب کے نام آئیں گے۔ جو وی پی وصول کرینگے۔ چند معززین کے سامنے ۱۴-۱۵ر ستمبر کو قرعہ اندازی ہوگی تا کہ غیر ممالک کے دوستوں کے نام بھی شامل ہوسکیں۔ اور جس کے حق میں قرعہ پڑیگا۔ ۲۰ر ستمبر کو پچیس روپے بذریعہ منی آرڈر ان کی خدمت میں بھیجدیئے جائینگے۔ ممکن ہے۔ کہ قرعہ آپ کے ہی نام نکل آئے۔ لہٰذا اس سنہری موقعہ میں تین فائدے حاصل ہونے ہیں ایک تو آپ کو مجرب ادویہ ملینگی۔ دوم محصولڈاک معاف سوم پچیس روپے کا نقد انعام جو شاید آپ کے ہی نام نکل آئے۔ پھر لطف یہ کہ اگر خدا نخواستہ دوا فائدہ نہ دے۔ تو دس روز کے اندر اندر اپنی قیمت واپس لو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تسلی ہوسکتی ہے؟

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے

اس سرمہ پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکماء فریفتہ ہیں۔ اور بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا۔ اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے۔ قیمت فی تولہ ۲/۸ (دو روپے آٹھ آنے) محصولڈاک معاف۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب:۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ و سکرٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں۔ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن آپ کے سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہوگئی۔ اور ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہوگئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدوں آپ کے کہنے کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔"

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

اکسیر البدن جملہ دماغی و جسمانی و اعصابی کمزوریوں کے دور کرنیکا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زورآور اور زورآور کو شاہ زور بنانا اس پر ختم ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان گئے گزرے انسان از سر نو زندگی حاصل کرچکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر لطیف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کردیں۔ پھر موسم برسات شروع ہے۔ اس موسم میں اکسیر البدن بہت مفید رہے گی۔ یہ دوا نہ صرف بہترین مقوی ہی ہے بلکہ ظالم ملیریا بخار جو صحت کا ستیاناس کردیتا جس سے کئی خطرناک بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ کو دور کرنے اور اس بانی دشمن بخار سے پیدا شدہ کمزوری اور عوارض کو دور کرنے کیلئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے (صہ) محصولڈاک معاف

جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم:۔ اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ "مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔ میں نہایت مسرت اور شکر گزاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر آپکو یہ لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اسنے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپکی اکسیر البدن کی شیشی لیکر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اسکا تازہ خط آیا۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے اب خدا کے فضل سے آرام ہوگیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کردی۔ جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہوگئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کردیں۔" شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز محمد داؤد کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچالیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کیلئے خدا تعالیٰ آپکو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنیمیں مسرت محسوس کرتا ہوں۔"

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں متے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ قبض۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ گھی۔ انڈے۔ بالائی مکھن وغیرہ مرغن غذائیں ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دیتے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے۔ صرف دو روپے۔ محصولڈاک معاف۔

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق۔ اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ "کہ کچھ دن گزرے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کیلئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی۔ اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میری تمام معدہ و شکم کی شکایت رفع ہوگئی۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں برکت دے۔"

موتی دانت پوڈر

ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ میلے اور خراب دانت جملہ امراض کا گھر ہیں۔ یہ پوڈر نہ صرف یہ کہ دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکا کر بدبو دہن دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کریگا۔ بلکہ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر جملہ امراض دندان گوشت خورہ خون یا پیپ کا آنا وغیرہ سے نجات دیگا۔ قیمت دو اونس کی شیشی ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک معاف۔

ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی رائے

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے سابق مسلم مشنری امریکہ حال ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف رکھنے کے یہ مسوڑوں کے عوارض کیلئے بھی نہایت مفید ہے۔"

نوٹ:۔ غیر ممالک میں ڈاک دیر سے پہنچتی ہے۔ ان کیلئے بجائے ۱۴-۱۵ر جولائی کے ۱۴-۱۵ر اگست کی تاریخیں ہونگی۔ چونکہ غیر ممالک میں وی پی نہیں جا سکتا۔ اس لئے غیر ممالک کے اصحاب کو آرڈر دیتے وقت رقم ادویات اور محصولڈاک معہ پیکنگ نصف یعنی بجائے ایک روپیہ دس آنے فی پونڈ کے ۱۳ر فی پونڈ علاوہ قیمت ادویہ بھیجنا چاہیئے:

ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— معلوم ہوا ہے ۴ جولائی گورنر جموں نے چند ہندو مسلمانوں کے ساتھ گفتگو کی۔ اور اس کے بعد مسلمانوں کے ہر قسم کے جلوس۔ مساجد میں وعظ و جلسے۔ اور خطبات کی ممانعت کر دی گئی۔ تمام اسلامی اخبارات۔ اشتہارات اور پمفلٹ وغیرہ کا داخلہ ایک ماہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کے صدر سکرٹری وغیرہ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کا ہندوؤں کی طرف سے مقاطعہ کر دیا گیا ہے۔ مسلمان۔ نجار۔ معمار وغیرہ بیکار ہو گئے ہیں بہت سے لوگ سرکاری علاقہ میں چلے آنے پر مجبور ہو رہے ہیں

—— ۸ جولائی کی اطلاع ہے۔ کہ گزشتہ ۴۸ گھنٹہ کی مسلسل بارش کی وجہ سے کشمیر جہلم ویلی میں سخت سیلاب آگیا ہے جس سے کوہالہ برج بہ گیا۔ کشمیر جانے والی سڑک پر جگہ جگہ بڑے بڑے پتھر گرے ہوئے ہیں۔ کئی جگہ سے سڑک ٹوٹ چکی ہے۔ کوہالہ پر دریائے جہلم میں ۷۵ فٹ گہرا پانی بہ رہا ہے۔ بارہ مولا کی سڑک بھی بند ہو گئی ہے مری کشمیر روڈ اور دومیل انہال کی سڑک بھی نذر سیلاب ہو چکی ہے۔ ڈومیلی اور مظفر آباد کے درمیان ایبٹ آباد کی سڑک پر جو پل ہے وہ بھی بہ گیا ہے۔ غرض کہ تمام راستے ٹوٹ چکے ہیں۔ اور کئی یوم تک آمد و رفت محال ہے :

—— شدید بارش کی وجہ سے ملک وال کھیوڑہ لائن بھی کئی جگہ سے بہ گئی ہے۔ اور تین تین فٹ پانی چڑھ گیا ہے۔ تا اطلاع ثانی آمد و رفت بند رہے گی۔ گاڑیوں کا تبادلہ بھی غیر ممکن ہے :

—— ۷ جولائی کو ½۱۰ بجے شب کالکا سے شملہ جانے والی گاڑی کا انجن اور چار ڈبے کارسٹی اور بیروگ کے درمیان پٹڑی سے اتر گئے۔ انجن اور تین بوگی گاڑیاں پچاس فٹ کی گہری کھڈ میں جا گریں ۱۹ آدمی مجروح ہوئے۔ جن میں سے ۳ شدید زخمی ہیں۔ کوئی وجہ معلوم نہیں :

—— امرتسر کے ایک سرکردہ سکھ نے اخبارات کو تار دیا ہے کہ تمام سکھ اخبارات گول میز کانفرنس میں سکھوں کی طرف سے ماسٹر تارا سنگھ کی نمائندگی کے سخت مخالف ہیں۔ اکالی جتھوں اور سکھ لیگ کے ارکان کی اکثریت انہیں قابل اعتماد نہیں سمجھتی۔ تمام سکھ اخبارات ان کے خلاف ہیں۔ وہ حکومت کو فریب دینے کے لئے جھوٹے تار اور جعلی قرار دادوں سے اپنے لئے پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ مشہور سکھ لیڈر سردار کھڑک سنگھ نے بھی ایک بیان میں ماسٹر تارا سنگھ کے اس ناجائز رویہ کی مذمت کی ہے۔ جس سے امید ہے حکومت پر حقیقت واضح ہو چکی ہوگی :

—— سکندر آباد ضلع ملتان میں ہندوؤں کی فتنہ انگیزی سے جو فرقہ وار فساد ہوا ہے۔ اس کے سلسلہ میں اسّی مسلمان اس وقت تک گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ معلوم نہیں ابھی تک ان ہندوؤں کو کیوں گرفتار نہیں کیا گیا۔ جو فساد کے بانی ہیں۔ اور جنہوں نے مسلمانوں کو زخمی کیا :

—— آل انڈیا ریلوے مینز فیڈریشن اور ریلوے بورڈ کے نمائندوں کے درمیان شملہ میں جو کانفرنس ہوئی اس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ سوائے عارضی ملازموں کے ۳۰ اکتوبر تک تخفیف ملتوی رہیگی۔ اس کے بعد پھر اس سوال پر غور کیا جائیگا۔ جو علیحدہ ہو چکے ہیں۔ ان کا معاملہ بھی زیر غور ہے۔ ریلوے مینز فیڈریشن نے خوفناک سٹرائیک کی دھمکی دی تھی۔ جو اس مصالحت کا موجب ہوئی ہے :

—— رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے کہ ۱۳ جولائی کو امتحان ایف۔ اے میں شامل ہونے والے امیدوار اپنے جدید رول نمبر اپنے ساتھ لائیں۔ جو کالجوں سے ملیں گے۔ اور پرائیویٹ طلباء کو بھیجے جا چکے ہیں :

—— کلکتہ میں ۷ جولائی کو ایک کانگریسی جلسہ ہوا۔ جس میں سبھاس اور گپتا پارٹی کی شدید جنگ ہوئی۔ نصف درجن کانگریسی رضا کار زخمی ہوگئے۔ پولیس نے موقعہ پر پہونچ کر ہجوم کو منتشر کیا :

—— کانپور میں چونکہ ہندوؤں نے مسلمانوں کی متواتر درخواستوں کے باوجود میونسپلٹی کا بورڈ نہیں اتارا جو تعزیہ لے جانے والے رستہ میں حائل ہے۔ اس لئے مسلمانوں نے ایک جلسہ میں فیصلہ کیا۔ کہ احتجاج کے طور پر جلوس کے تعزیے نہ اٹھائے جائیں۔ بعض لوگوں نے اس فیصلہ کے باوجود تعزیے اٹھائے جنہیں روکنے کے لئے کربلا پر پکٹنگ کیا گیا حکومت نے اسے ناجائز قرار دے کر ۳۰۴ مسلمان گرفتار کر لئے۔ اور اسی وقت سرسری تحقیقات کر کے ان میں سے بعض کو قید اور بعض کو جرمانہ کی سزا دیدی گئی :

—— راولپنڈی کے راجہ بازار میں ایک ہندو بیرسٹر کی جوان لڑکی اپنے نوکر کے ساتھ جا رہی تھی۔ کہ ایک مسلمان نے چاقو سے اس پر حملہ کیا۔ حملہ ناکام رہا۔ حملہ آور گرفتار کر لیا گیا :

—— احباب کو یاد ہوگا۔ کچھ عرصہ ہوا ایک بنگالی دینش گپتا نامی نے کرنل سمپسن انسپکٹر جنرل جیل خانجات کو دن دہاڑے فائر کر کے ہلاک کر دیا تھا۔ جسے ۷ جولائی کی صبح علی پور سنٹرل جیل میں پھانسی دیدی گئی۔ جیل کے احاطہ میں ہی لاش جلا کر ہڈیاں دریا میں ڈال دی گئیں۔ :

—— کوریا میں چینیوں کے خلاف شورش نے شدید صورت اختیار کر لی ہے۔ ڈیڑھ ہزار چینی سفارتخانہ میں پناہ گزین ہیں اور دو سو سے زیادہ زخمی ہو چکے ہیں۔ ہجوم اور پولیس میں بھی کئی جھڑپیں ہو چکی ہیں :

—— ۷ جولائی کو کلکتہ میں آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس کی اگزکٹو کونسل کا جلسہ ہوا۔ مگر بہت سے آدمی لاٹھیوں سے مسلح ہو کر جلسہ گاہ میں گھس آئے۔ آپس میں تصادم ہو گیا۔ اور جلسہ میں سخت گڑبڑ مچ گئی۔ شور و شغب کے درمیان جلسہ برخاست کر دیا گیا :

—— ڈسٹرکٹ بورڈ لکھنؤ نے اپنے مزارعین کے زر اجارہ میں پچاس فیصدی تخفیف کر دی ہے۔ قابل تحسین اقدام ہے۔

—— راولپنڈی چھاؤنی کی پولیس نے دو سناروں کی دوکانوں سے جعلی سکے۔ اور سامان سکہ سازی برآمد کیا ہے :

—— بمبئی کے محلہ کامتی پور میں دو پہلوانوں کے ذاتی جھگڑے نے فرقہ وار فساد کی صورت اختیار کر لی۔ جس میں کئی آدمی مجروح ہوئے۔ اور ایک ہندو ہلاک ہو گیا۔ :

—— سکرٹری صاحب انجمن اسلامیہ (نیروبی) افریقہ نے اطلاع دی ہے کہ افریقہ میں روزگاری کا حال بہت خراب ہے۔ اور جانے والوں کو سخت مصائب کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے وہاں جانے والے سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں :

—— ۸ جولائی کو کانگریس کی مجلس عاملہ کا اجلاس بمبئی میں منعقد ہوا۔ مولانا شوکت علی صاحب کو دعوت دی گئی تھی۔ کہ اجلاس میں شامل ہو کر ہندو مسلم مسئلہ کو حل کرنے میں کانگریس کی مدد کریں۔ آپ نے دس سال کے لئے نیابت جداگانہ اور بعد ازاں منتخب شدہ مسلم ممبروں میں سے ساٹھ فی صدی کی رائے پر انحصار کی تجویز پیش کی۔ جسے تین گھنٹہ کی مسلسل بحث کے بعد مجلس عاملہ نے مسترد کر دیا۔ اس سے زیادہ مصالحانہ تجویز شاید ہی اور کوئی ہو۔ :

—— ۸ جولائی کی شب کو کراچی میں نائب سرکاری وکیل کو اس کی بیوی سمیت اس کے مکان پر کسی نے گولی سے ہلاک کر دیا۔ :

—— ۸ جولائی کو سکھوں کا ایک وفد سر سندر سنگھ کی قیادت میں کمانڈر انچیف کے پیش ہوا۔ اور سکھوں کی فوجی خدمات کا واسطہ دے کر فوجی عہدوں میں معقول نیابت کا مطالبہ کیا۔ کمانڈر انچیف نے جواب دیا۔ کہ حکومت کو پہلے ہی اس کا خیال ہے یاد دہانی کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ اسی تاریخ کو وفد وائسرائے سے بھی ملا :

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا :